

|       |   |                         |
|-------|---|-------------------------|
| مضمون | : | القرآن الحکیم           |
| سطح   | : | بی اے (الشہادۃ العالیہ) |
| کوڈ   | : | 472                     |
| مشق   | : | 01                      |
| سمسٹر | : | بہار 2025ء              |

سوال نمبر 1- سورہ بقرہ کے دوسرے رکوع کا سلیس ترجمہ کریں اور اس رکوع میں منافقین کی جن عادات کو بیان کیا گیا ہے ان کی وضاحت کریں۔  
جواب۔

سورہ بقرہ کا دوسرا رکوع: مفہوم اور تشریح

سورہ بقرہ کا دوسرا رکوع اسلامی تعلیمات اور ایمانیات کا ایک اہم نکتہ نظر پیش کرتا ہے۔ اس میں اللہ تعالیٰ نے دل کے حال اور اعمال کے درمیان تعلق کو واضح کر کے ہمیں یہ سمجھایا ہے کہ ایمان کا درست ہونا صرف ایک زبانی دعویٰ نہیں ہے، بلکہ اس کے لئے دل کی گہرائیوں سے اترا اور اپنے افعال کو اس کے مطابق ڈھالنا ضروری ہے۔ یہ پہلو اس رکوع کی روح ہے، جو مومنوں کو ایک مضبوط بنیاد فراہم کرتا ہے اور ان کی زندگیوں میں ایک روشن راستہ تعمیر کرتا ہے۔ ایمان کی حقیقت کو بیان کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ نے یہ واضح کیا ہے کہ دنیا کی زندگی عارضی ہے اور اس کے مقابلے میں آخرت کی زندگی کی قدران کو ایک حقیقی حقیقت کے طور پر سامنے لاتی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ وہ اپنے ایمان کو مضبوط رکھنے اور اس کی بنیادوں کو مستحکم کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔ ان کی زندگی کا مقصد صرف اس دنیا کی عارضیت نہیں ہے بلکہ وہ اپنی آخرت کی بہتری کے لئے بھی جدوجہد کرتے ہیں۔ منافقین کی عادات اور رویوں کی جانچ کرتے ہوئے، اللہ تعالیٰ نے اس رکوع میں ایسے افراد کی خصوصیات کو بیان کیا ہے جو ظاہری ایمان کا دعویٰ کرتے ہیں، مگر ان کے دل میں کچھ اور ہوتا ہے۔ ان کا یہ رویہ نہ صرف ان کے اپنے ایمان کی بربادی کا باعث بنتا ہے بلکہ یہ معاشرے میں بھی بے اعتمادی اور شکوک و شبہات کی فضا کو پیدا کرتا ہے۔ منافقین کی پہلی عادت یہ ہے کہ وہ اپنے آپ کو مومن ظاہر کرنے کی کوشش کرتے ہیں، حالانکہ ان کے اعمال اس کے برعکس ہوتے ہیں۔ ایسے افراد کا ذہنی تضاد انہیں ایک نہ ختم ہونے والے دور میں مبتلا کر دیتا ہے، جس میں وہ ہمیشہ خدشات اور ڈر کی حالت میں زندگی بسر کرتے ہیں۔

منافقین کی دھوکہ دہی: اجتماعی اعتماد کی تباہی

منافقین کی ایک اہم عادت یہ ہے کہ وہ دوسروں کو دھوکہ دینے کی کوشش کرتے ہیں۔ ان کے پاس ایک ایسا چہرہ ہوتا ہے جو دوسروں کو یہ باور کراتا ہے کہ وہ مومن ہیں، مگر درحقیقت وہ اپنے دل میں کچھ اور رکھتے ہیں۔ ان کا یہ رویہ نہ صرف ان کے اپنے اعمال کی بے بنیادیت کو ظاہر کرتا ہے بلکہ یہ بھی معاشرتی طور پر ایک مہلک خطرہ بن جاتا ہے۔ جب لوگ ایک دوسرے کے ساتھ کھل کر بات نہیں کر پاتے، تو باہمی اعتماد کمزور پڑ جاتا ہے۔ ایسے میں معاشرت کی بنیادیں ہلنا شروع ہو جاتی ہیں، اور اس کے نتیجے میں ایک ایسا ماحول پیدا ہوتا ہے جہاں لوگ ایک دوسرے سے ڈرتے ہیں اور اخلاقیات کو چھوڑ کر صرف اپنی ذات کی فکر کرتے ہیں۔ منافقین کی خود غرضی: ذاتی مفادات کا خیال

منافقین کی ایک اور بڑی عادت یہ ہے کہ وہ اپنے ذاتی مفادات کے حصول کے لئے کچھ بھی کرنے کو تیار رہتے ہیں، چاہے اس کے لئے اپنے رشتے یا اصولوں کو متحیت کرنا پڑے۔ وہ ایک طرف اللہ تعالیٰ کی رضا کی بات کرتے ہیں اور دوسری جانب خود کو مفادات کی محبت میں گرا دیتے ہیں۔ ان کی یہ عادت انہیں ایک غیر ذمہ دار فرد کی صورت میں پیش کرتی ہے، جس کے سب سے زیادہ اثرات ان کے معاشرتی تعلقات پر مرتب ہوتے ہیں۔ اس کا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ انسان اپنے قریبی افراد کے ساتھ بھی دھوکہ دہی کرنے لگتا ہے، اور یہ چکر ایک نہ ختم ہونے والی زنجیر بن جاتا ہے جو معاشرتی انحطاط کی طرف لے جاتا ہے۔

معاشرتی پیغام اور اخلاقیات کا زوال

منافقین کی عادات کا ایک بڑا پہلو یہ ہے کہ وہ اپنے منفی رویوں کی وجہ سے معاشرتی اخلاقیات کو نقصان پہنچاتے ہیں۔ جب بھروسہ ختم ہو جاتا ہے، تو لوگ ایک دوسرے کے ساتھ درست تعامل کرنے میں بھی ہچکچاہٹ محسوس کرتے ہیں۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ منافقین دراصل ایک خطرناک تہذیب کے علمبردار بن جاتے ہیں، جو اجتماعی استحکام کو موثر طور پر متاثر کرتی ہے۔ ان کی چالاک اور دھوکہ دہی کی وجہ سے لوگ ایک دوسرے کے ساتھ مختلف سرکاروں (معاشرتی و سیاسی)

دنیا کی تمام یونیورسٹیز کے لیے انٹرن شپ رپورٹس، پروپوزل، پراجیکٹ اور تھیسز وغیرہ بھی آرڈر پر تیار کیے جاتے ہیں۔

میں بھی اعتماد نہیں کر پاتے، جس کی وجہ سے معاشرہ مختلف بحرانوں کا شکار ہو جاتا ہے۔

## دین اور ایمانی جستجو کا فقدان

منافقین کی ایک اور خاص بات یہ ہے کہ وہ دین کی حقیقت کو سمجھنے کی کوشش نہیں کرتے۔ ان کی یہ عادت ان کی بے اعتقادی، بے حوصلگی، اور ایمان کی عدم پختگی کا ثبوت ہے۔ وہ صرف اس بات کی پرواہ کرتے ہیں کہ ان کی زندگی کی ضروریات کیسے پوری ہوں، جبکہ دین کی سچائی کو سمجھنے کی کوشش نہیں کرتے، جو کہ دراصل ان کی زندگی کا اصل مقصد ہونا چاہئے۔ اس طرح وہ اپنی زندگی میں ایک خلا پیدا کرتے ہیں جو دینی راہنمائی کے بغیر پر نہیں ہو سکتا، اور ان کی یہ بے بسی ان کے اندرونی عدم اعتماد کو بڑھاتی ہے۔

## حقیقی مقام کی تلاش میں ناناہلی

منافقین کی عادت یہ بھی ہے کہ وہ اپنی کامیابیوں کو بڑھا چڑھا کر پیش کرتے ہیں۔ یہ افراد اپنی حقیقت کو چھپانے کے لئے ایک مسند پر بیٹھنے کی کوشش کرتے ہیں جس کا تعلق ان کی اصل حیثیت سے نہیں ہوتا۔ اس کا نتیجہ یہ عکسلٹ ہے کہ وہ نہ صرف اپنے آپ کو دھوکہ دینے کی کوشش کرتے ہیں، بلکہ وہ اپنی کمیوں کو بھی اپنے جھوٹ کی بنیاد پر متاثر کرتے ہیں۔ اس طرح، وہ اپنے تئیں کامیاب نظر آتے ہیں، لیکن دراصل وہ خود کو ایک بڑی دیوانگی کا شکار بناتے ہیں۔

اختصار اور نتیجہ

سورہ بقرہ

سورہ بقرہ کا دوسرا رکوع ہمیں کئی اہم سبق فراہم کرتا ہے۔ یہ ہمیں بتاتا ہے کہ حقیقی ایمان کا تقاضا یہ ہے کہ ہم اپنے دل و دماغ کو ایک کر کے اللہ کی رضا کی طلب کریں۔ مومنانہ زندگی گزارنے کا مطلب یہ ہے کہ ہم اپنے اعمال کو اپنی زبانی دعویٰوں کے مطابق ڈھالیں، تاکہ ہم حقیقی مومنین کی صف میں شامل ہو سکیں۔ اس دوران، ہمیں منافقین کی عادات سے نہ صرف آگاہ رہنا چاہئے بلکہ ان سے دور رہنے کی کوشش بھی کرنی چاہئے، تاکہ ہم اپنے ایمان کی بنیادوں کو مضبوط بنا سکیں۔ اس رکوع کی تعلیمات پر عمل کرتے ہوئے، انسان اپنی زندگی کو بہتر بنانے کے ساتھ ساتھ اپنے معاشرے کی بھلائی کے لئے بھی کام کر سکتا ہے۔

سوال نمبر 2- سورہ بقرہ کی آیت نمبر ۷۷ تا آیت نمبر ۹۵ کی روشنی میں بنی اسرائیل کے تعارف، فضیلت کی وجوہات اور ان کی نافرمانیوں پر مفصل نوٹ تحریر کریں۔

جواب۔

بنی اسرائیل کے آباء و اجداد پر جو نعمت الہیہ العام کی گئی تھی اس کا ذکر ہو رہا ہے کہ ان میں سے رسول ہوئے ان

پر کتابیں

پر کتاہیں اتریں انہیں ان کے زمانہ کے دوسرے لوگوں پر مرتب کیا گیا جیسے فرمایا ”انہیں ان کے زمانے کے (اور لوگوں پر) ہم نے علم میں فضیلت دی۔ اور مزید فرمایا“

موسیٰ علیہ السلام نے فرمایا اے میری قوم تم اللہ تعالیٰ کی اس نعمت کو یاد کرو جو تم پر انعام کی گئی ہے تم میں اس کے پیغمبر پیدا کئے تمہیں بادشاہ بنایا اور وہ دیا جو تمام زمانے کو

نہیں دیا۔ تمام لوگوں پر فضیلت ملنے سے مراد ان کے زمانے کے تمام اور لوگ ہیں اس لئے کہ امت محمدیہ ان سے یقیناً افضل ہے اس امت کی نسبت فرمایا گیا ہے ”تم

بہتر امت ہو جو لوگوں کے لئے بنائی گئی ہو تم بھلائیوں کا حکم کرنے والے اور برائیوں سے روکنے والے ہو اور اللہ تعالیٰ پر ایمان رکھتے ہو اگر اہل کتاب بھی ایمان

نہیں گئی جس کی تعبیر یہ تھی کہ بنی اسرائیل میں ایک شخص پیدا ہوگا جس کے ہاتھوں اس کا غور ٹوٹے گا اس کے اللہ کے دعویٰ کی بدترین سزا سے ملے گی اس لئے اس ملعون نے چاروں طرف احکام جاری کر دیئے کہ بنی اسرائیل میں جو بچہ بھی پیدا ہو، سرکاری طور سے اس کی دیکھ بھال رکھی جائے اگر لڑکا ہو تو فوراً مار ڈالا جائے اور لڑکی

ہو تو چھوڑ دی جائے۔ علاوہ ازیں بنی اسرائیل سے سخت بیگاری جائے ہر طرح کی مشقت کے کاموں کا بوجھ ان پر ڈال دیا جائے۔ (49) عمرو بن میمون اودی فرماتے ہیں کہ جب حضرت موسیٰ علیہ السلام بنی اسرائیل کو لے کر نکلے اور فرعون کو خبر ہوئی تو اس نے کہا کہ جب مرغ بولے تب سب نکلو اور سب کو

پکڑ کر قتل کر ڈالو لیکن اس رات اللہ تعالیٰ کی قدرت سے صبح تک کوئی مرغ نہ بولا مرغ کی آواز سنتے ہی فرعون نے ایک بکری ذبح کی اور کہا کہ اس کی کھجی سے میں فارغ

ہوں اس سے پہلے چھ لاکھ قبطیوں کا لشکر جرار میرے پاس حاضر ہو جانا چاہئے چنانچہ حاضر ہو گیا اور یہ ملعون اتنی بڑی جمعیت کو لے کر بنی اسرائیل کی ہلاکت کے لئے

بڑے کدو فر سے نکلا اور دریا کے کنارے انہیں پالیا۔ اب بنی اسرائیل پر دنیا تک آگئی کچھ ٹپس تو فرعون کی تلواروں کی بھینٹ چڑھیں آگے بڑھیں تو مچھلیوں کا لقمہ

بنیں۔ اس وقت حضرت یوشع بن نون نے کہا کہ اے اللہ کے نبی اب کیا کیا جائے؟ آپ نے فرمایا حکم الہی ہمارا رہنما ہے، یہ سنتے ہی انہوں نے اپنا گھوڑا پانی میں

ڈال دیا لیکن گہرے پانی میں جب غوطہ کھانے لگا تو پھر کنارے کی طرف لوٹ آئے اور پوچھا اے موسیٰ رب کی مدد کہاں ہے؟ ہم نہ آپ کو جھوٹا جانتے ہیں نہ رب کو

تین مرتبہ ایسا ہی کہا۔ اب حضرت موسیٰ کی طرف وحی آئی کہ اپنا عصا دریا پر مارو عصا مارنے ہی پانی نے راستہ دے دیا اور پہاڑوں کی طرح کھڑا ہو گیا حضرت موسیٰ اور

آپ کے ماننے والے ان راستوں سے گزر گئے انہیں اس طرح یاد اترتے دیکھ کر فرعون اور فرعون بنی افواج نے بھی اپنے گھوڑے اسی راستہ پر ڈال دیئے۔ جب تمام کے

تمام میں داخل ہو گئے پانی کو مل جانے کا حکم ہوا پانی نے کھلتے ہی تمام کے تمام ڈوب کر بنی اسرائیل نے قدرت الہی کا یہ نظارہ اپنی آنکھوں سے کنارے پر کھڑے

ہو کر دیکھا جس سے وہ بہت ہی خوش ہوئے اپنی آزادی اور فرعون کی بربادی الہی کے لئے خوشی کا سبب بنی۔ (50) چالیس دن کا وعدہ:

یہاں بھی اللہ برتر و اعلیٰ اپنے احکامات یاد دلارہا ہے جب کہ تمہارے نبی حضرت موسیٰ علیہ السلام چالیس دن کے وعدے پر تمہارے پاس سے

گئے اور اس کے بعد تم نے گوسالہ پرستی شروع کر دی پھر ان کے آئے پر جب تم نے اس شرک سے توبہ کی تو ہم نے تمہارے لئے بڑے کفر کو بخش دیا اور قرآن میں ہے

”ہم نے حضرت موسیٰ سے تیس راتوں کا وعدہ کیا اور دس بڑھا کر پوری چالیس راتوں کا کیا“ کہا جاتا ہے کہ یہ وعدے کا زمانہ ذوالقعدہ کا پورا مہینہ اور دس دن ذوالحجہ

کے تھے یہ واقعہ فرعون بنوں سے نجات پا کر دریا سے بچ کر نکل جانے کے بعد پیش آتا تھا۔ (51) مطلب یہ ہے کہ باوجود اس شرک جلی کے ہم نے تم سے درگزر فرمایا اور تمہاری توبہ منظور کی اور تم کو فی الفور ہلاک نہ کیا (جیسے آل فرعون کو اس سے کم قصور پر ہلاک کر دیا

تھا) کہ تم ہمارا شکر ادا کرو اور احسان مانو۔ (52) آیت نمبر 53: اور جب ہم نے موسیٰ کو کتاب اور معجزے عنایت کیے تاکہ تم ہدایت حاصل کرو۔

آیت نمبر 54: اور جب موسیٰ نے اپنے قوم کے لوگوں سے کہا کہ بھائیو! تم نے مجھڑے کو (معبود) ٹھہرانے میں (بڑا) ظلم کیا ہے تو اپنے پیدا کرنے والے کے آگے توبہ کرو اور اپنے تئیں ہلاک کر ڈالو، تمہارے خالق کے نزدیک تمہارے حق میں یہی بہتر ہے، پھر اس نے تمہارا قصور معاف کر دیا، وہ بیشک معاف کرنے والا (اور) صاحب رحم ہے۔

دنیا کی تمام یونیورسٹیز کے لیے انٹرن شپ رپورٹس، پروپوزل، پراجیکٹ اور تھیسز وغیرہ بھی آرڈر پر تیار کیے جاتے ہیں۔





کا حق ادا نہ کرنا دراصل اپنے دین سے دوری کو دکھاتا ہے۔ اگر ہم اپنے رشتہ داروں کے ساتھ اچھا سلوک کرنے میں غافل رہیں تو یہ ایک نہ ختم ہونے والے سماجی مسائل کو جنم دے سکتا ہے۔ اس بات کا اعتراف ضروری ہے کہ یہ رشتے ہی ہیں جو انسان کو ہر مشکل وقت میں سہارا دیتے ہیں، چاہے وہ مالی ہو یا جذباتی۔ یتیموں کے ساتھ سلوک

یتیموں کے حقوق کی دیکھ بھال بھی اس آیت کا ایک اہم حصہ ہے۔ یتیموں کی مدد دین کا ایک بڑا تقاضا ہے، جو کہ اسلام میں خاص طور پر یاد کیا گیا ہے۔ یتیم کی حیثیت متاثرہ انسان کی ہوتی ہے جسے والدین کی محبت و سرپرستی سے محروم رکھا گیا ہے۔ یتیموں کا خیال رکھنا نہ صرف ایک انسانی فریضہ ہے، بلکہ یہ اسلامی معاشرت کی بنیاد کو مستحکم کرتا ہے۔ یتیموں کی سرپرستی کرنے کا عمل انسان کو نہ صرف اپنی ذمہ داریوں کا احساس دلاتا ہے بلکہ اسے معاشرتی برابری کا درس بھی دیتا ہے۔ اسلامی تعلیمات میں یتیموں کے حقوق کی حفاظت ضروری سمجھی گئی ہے۔ یہ صرف اس بات کا تقاضا نہیں کرتا کہ ہم یتیموں کی جسمانی ضروریات کا خیال رکھیں، بلکہ ان کے جذبات اور روحانی حالت کی بھی اہمیت کو سمجھنے کی ضرورت ہے۔ یتیموں کی مدد کرنے سے سماجی توازن اور ذاتی سکون ہزاروں گنا بڑھ جاتا ہے۔ یہ ایک ایسی تعدیل ہے جو نہ صرف ان کے لئے مفید ہے بلکہ ہمیں بھی ایک خوشحال زندگی کی طرف لے جاتی ہے۔ مزید برآں، مسکینوں کے ساتھ اچھا سلوک کرنے کی بات بھی کی گئی ہے۔ اسلام کا یہ تصور انسانیت کے ساتھ خیر خواہی کی بنیاد فراہم کرتا ہے۔ مسکین صرف مالی لحاظ سے کمزور نہیں ہوتے بلکہ بعض اوقات وہ ذہنی تنہا؟، جذباتی دباؤ، یا عدم اعتماد کا شکار بھی ہوتے ہیں۔ اسلام نے انسانی ہمدردی کا درس دیتے ہوئے ان کے ساتھ احسان کا سلوک کرنے کی تاکید کی ہے۔ یہ انسانی زندگی کی وہ حقیقت ہے جسے سمجھنے کی ضرورت ہے کہ خوشی تقسیم کرنے میں ہی ہے، خصوصاً ان لوگوں کے درمیان جو ضرورت مند ہیں۔ مسکینوں کے ساتھ اچھا سلوک کرنے کی ترغیب دینے کے ساتھ ہی، اسلامی تعلیمات میں یہ بھی شامل ہے کہ ہمیں مسکینوں کی مدد سے صرف اپنے حق ادا نہیں کرنا چاہئے بلکہ ہمیں ان کی عزت نفس کا خیال رکھنا بھی ضروری ہے۔ نیکی یہ ہے کہ ہم ان کی مدد ایسے انداز میں کریں کہ وہ خود کو کمتر محسوس نہ کریں۔ یہ ہمدردی کا جذبہ انسان کو بلند کرتا ہے اور معاشرتی تانے بانے کو مستحکم کرتا ہے۔

لوگوں سے بہتر باتیں کرنے کی اہمیت

آیت میں لوگوں کے ساتھ اچھے سلوک کا ذکر بھی کیا گیا ہے، جو انسانی معاشرت کے لئے ایک اہم اصول ہے۔ انسانوں کے درمیان محبت، احترام اور باہمی تعاون کے بغیر زندگی کا کوئی تصور نہیں ہو سکتا۔ لوگوں کے ساتھ اچھی باتیں کرنا، ان کے درد کو سمجھنا، اور عزیزوں کی طرح پیش آنا نہ صرف معاشرتی مسائل کو کم کرتا ہے بلکہ انسانی زندگی میں خوشیوں کا بھی اضافہ کرتا ہے۔ لوگ ایک دوسرے کے ساتھ اچھے تعلقات بنائیں گے تو یقینی طور پر معاشرت میں امن اور سکون کی فضا پروان چڑھے گی۔ انسانی زندگی میں ایک دوسرے کے ساتھ خوشگوار رویے اپنانا نہایت ضروری ہے کیونکہ یہ معاشرتی میل ملاپ کی بنیاد فراہم کرتا ہے۔ ایک آدمی اگر اپنے آس پاس کے لوگوں کے ساتھ اچھے برتاؤ کرتا ہے تو وہ نہ صرف ان کے دلوں میں اپنی جگہ بناتا ہے بلکہ انہیں بھی اپنی خوشی کا حصہ بناتا ہے۔ اس طرح کی خوشگوار بات چیت انسانوں کے درمیان دوستی اور محبت کو فروغ دیتی ہے، جو کہ کسی معاشرے کی کامیابی کی بنیاد ہوتی ہے۔ اہل ایمان کو اس بات کا خاص خیال رکھنا چاہئے کہ وہ دوسروں سے بات کرتے وقت نرمی اور سمجھداری کا مظاہرہ کریں تاکہ ان کے قول کی تاثیر خوشگوار ہو۔

نماز کا قیام

نماز کا قیام آیت میں ایک اور اہم حکم ہے۔ نماز کے ذریعے ہم اللہ تعالیٰ کے سامنے اپنی بندگی کا اظہار کرتے ہیں۔ یہ نہ صرف ایک عبادت ہے بلکہ یہ روح کی پاکیزگی کا ذریعہ بھی ہے۔ اصلاح نفس کے لئے نماز بہت ہی اہمیت کی حامل ہے، کیونکہ یہ ہمیں اللہ کی یاد دلاتی ہے اور باطنی سکون عطا کرتی ہے۔ نماز کی پابندی کرنے والا مسلمان نہ صرف اپنی روحانی حالت کو بہتر کرتا ہے بلکہ انسانی برادری کے سامنے بھی ایک مثال قائم کرتا ہے۔

نماز روزانہ کی بنیادوں پر اللہ کی طرف رجوع کرنے کا ایک ذریعہ ہے، اور یہ ہمیں اللہ کے قریب کرتی ہے، کیوں کہ ہر عمل کا اللہ تعالیٰ کے ساتھ تعلق ہی اصل کامیابی کی طرف لے جاتا ہے۔ جب ہم نماز درست کرتے ہیں تو ہم دراصل ایک ایسا کنکشن قائم کرتے ہیں جو زندگی کی تمام مشکلات میں ہماری رہنمائی کرتا ہے۔

زکوٰۃ کی اہمیت

زکوٰۃ دین کا ایک اہم ستون ہے، جس کی وجہ سے انسان کے اندر مالی معاملات میں اللہ کی رضا کا خیال رکھنے کا احساس پیدا ہوتا ہے۔ زکوٰۃ کے ذریعے ہم اپنے مال کی کچھ حصہ معاشرے کے نادار افراد کو دیتے ہیں، جو ہماری ذاتی دولت کی پاکیزگی کا ذریعہ ہے۔ یہ عمل ہمیں اپنی دولت کی اصلیت کا احساس دلاتا ہے اور ہماری خود غرضی کو کم کرنے میں مدد کرتا ہے۔ زکوٰۃ دین کی ایک اہم عبادت ہے جو کہ دل کو نرم کرتی ہے اور روح کی صفائی کا سبب بنتی ہے۔ زکوٰۃ دینے کا عمل نہ صرف دوسروں کی مدد کرتا ہے بلکہ یہ ہمیں انفرادی طور پر بھی روحانی سکون عطا کرتا ہے۔ جب ہم اپنی دولت کے کچھ حصے کو خدا کی راہ میں دیتے ہیں تو ہمیں ایک خاص خوشی ملتی ہے، جو کہ اپنے فائدہ خود پر چھوڑنے کی بجائے دوسروں کی خوشی میں موجود ہوتی ہے۔

عوامی عہد کی احیاء

آیت نمبر 83 میں اللہ تعالیٰ نے یہ بھی ذکر کیا کہ اس عہد کے بعد بعض لوگوں نے اس سے پھر جانا شروع کیا۔ یہ اس بات کی یاد دہانی ہے کہ معاہدے اور

دنیا کی تمام یونیورسٹیز کے لیے انٹرن شپ رپورٹس، پروپوزل، پراجیکٹ اور تھیسز وغیرہ بھی آرڈر پر تیار کیے جاتے ہیں۔





آیت کے پیغام کا ایک انتہائی مثبت اثر انسانی رویوں میں تبدیلی کے حوالے سے بھی ہے۔ معاشرتی تبدیلی کا عمل شروع ہوتا ہے ہر فرد کی سوچ اور رویے سے۔ اگر ایک فرد اللہ کی عبادت و بندگی کی روح کو سمجھتا ہے اور اپنے والدین، رشتہ داروں، قریبیوں اور مسکینوں کا خیال رکھتا ہے تو یہ یقینی طور پر ایک مثبت تبدیلی کا آغاز ہوتا ہے۔ اس طرح، وہ اپنی ذات میں تبدیلی لاتا ہے جو کہ معاشرت میں بھی نئی روح پھونک دیتا ہے۔ انفرادی سطح پر ہونے والی یہ تبدیلیاں آہستہ آہستہ عمومی سطح پر بھی اپنا اثر ڈالتی ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ ایک مومن کی اصلاح اس کی روحانیت کو بڑھاتی ہے اور اس کے اعمال کو بہتر بناتی ہے۔ جیسے جیسے ہر فرد اپنی اصلاح کی طرف بڑھتا ہے، ویسے ہی معاشرت میں ایک نئی توانائی اور مثبتیت پیدا ہوتی ہے۔ آیت 83 کی تعلیمات کا عملی اطلاق بھی ممکن ہے جب ہم اپنی روزمرہ کی زندگیوں میں ان کو شامل کریں۔ ہمدردی، رحمت، معاف کرنے کا جذبہ، اور معاشرتی تعاون کو پروان چڑھانے کی پوری کوشش کرنی چاہئے۔ ان تعلیمات کا درست طریقے سے اطلاق کرنا ہمارے ایمان کا ضامن ہوگی، اور اسی طرح ہم اپنے دینی اور اخلاقی بھرم کو قائم رکھ سکتے ہیں۔ جب ہم اپنے اعمال کا جائزہ لیتے ہیں تو ہمیں یہ سمجھنا چاہئے کہ اللہ کا فرمان ہمیشہ رہنمائی کریگا۔ ان تعلیمات کو اپنی زندگی کا حصہ بنا کر ہم نہ صرف اپنی روحانی حالت کو بہتر بنائیں گے بلکہ معاشرتی استحکام کے لئے بھی ایک مستحکم بنیاد رکھیں گے۔ ہمیں چاہئے کہ ہم اپنے دوستوں اور قریبی افراد کے ساتھ اس بات کی تبلیغ کریں، تاکہ ایک ایسا دور شروع ہو جہاں نیکی اور بھلائی کو بڑھایا جائے، اور معاشرت میں امن و محبت کی فضا قائم ہو۔

### دعوت و تبلیغ کی ذمہ داری

آیت نمبر 83 کی تعلیمات ہمیں ایک اہم پیغام دیتی ہیں کہ ہمیں اپنی اور دوسروں کی روحانی حالت کی بہتری کے لئے کوشاں رہنا چاہئے۔ اس حوالے سے دعوت و تبلیغ کی ذمہ داری بھی ہوتی ہے۔ جہاں ایک طرف ہمیں خود کو مضبوط بنیادوں پر قائم کرنا ہوگا، وہیں دوسروں کو بھی اس پیغام کی طرف راغب کرنا ہوگا۔ ایک مسلمان کی زندگی کی حقیقت یہ ہے کہ وہ اپنی فطرت کی بنا پر ایک داعی کا کردار ادا کرتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے بھی معافی، رحم، اور محبت کے پیغام کو دنیا تک پہنچانے کا فریضہ انجام دیا۔ ہمیں چاہئے کہ ہم علم کو اپنے اندر سمو کر اسے دیگر افراد تک بھی پہنچائیں، تاکہ ہم اس معاشرت کے فرد بن سکیں جو کہ اللہ کے احکامات کے مطابق کہی جاتی ہے، اور جو کہ معاشرہ کی بہتری کا سبب بنتی ہے۔ سورہ بقرہ کی آیت 83 کی ان تعلیمات کا مقصد صرف انفرادی تربیت نہیں بلکہ معاشرتی بہتری بھی ہے۔ ہمیں چاہئے کہ ان تعلیمات کو عام کریں اور معاشرے میں ان کا اطلاق کریں۔ یہ اجتماعی بہتری کا عمل نہ صرف ہمیں معاشرتی دباؤ سے نکالے گا بلکہ ہمیں ایک نئے دور کی طرف بھی لے جائے گا۔ دوسروں کی مدد کرنا، ان کے مسائل میں شرکت کرنا، اور ان کے ساتھ رحم دلی سے پیش آنا ہی ہمیں اس بات کا احساس دلاتا ہے کہ ہم ایک چھوٹے سے معاشرتی جز کا حصہ ہیں، جو انسانی جان کے احترام میں جیتا ہے۔ یہ سب تلاش کرنے کا عمل اللہ کی رضا کا بھی مظہر ہے، جو ہمیں حصول کے راستے دکھاتا ہے۔ یہ آیت ہمیں ایک نئی روحانی ترقی کے سفر پر بھی مدعو کرتی ہے۔ روحانی ترقی کا عمل نہ صرف ذات کے اندر کی صفائی کا متقاضی ہے بلکہ یہ انسانی رابطوں میں بھی نکھار لاتا ہے۔ اپنی اندرونی حالت کی ترقی سے ہم نہ صرف خود کو بلکہ اپنے آس پاس کے لوگوں کو بھی فائدہ پہنچا سکتے ہیں۔

یہ سفر خود احتسابی کا عمل ہے، جہاں ہمیں اپنی غلطیوں کا سامنا کرنا ہوگا اور ان پر غور کرنا ہوگا۔ یہ غور و فکر ہی ہمیں اپنے اعمال کو بہتر بنانے کی راہ دکھاتا ہے، تاکہ ہم اللہ کے قریب تر ہو سکیں۔ حقیقی روحانی ترقی کے لئے یہ ضروری ہے کہ ہم اپنی ذات کے اندر جھانکیں، اپنے فرض کی ادائیگی کریں، اور معاشرت کے ہر حصے میں اپنی ذمہ داریوں کا احساس کریں۔

### اسلام کی جامع تعلیمات

آیت نمبر 83 میں بیان کردہ مفاہیم نہ صرف انسانی حقوق کی پاسداری کا درس دیتے ہیں بلکہ ایک جامع اسلامی معاشرہ کے قیام کی بنیاد بھی ہیں۔ ہمیں یہ سمجھنا چاہئے کہ تعلیمات کا انحصار صرف عبادات تک محدود نہیں ہے، بلکہ ان کی عملی نفاذی ہر شعبے میں ضروری ہے۔ یہ آیت ہمیں اس بات پر بھی غور کرنے کا موقع فراہم کرتی ہے کہ ہمیں کیسے ایک زیادہ مہذب، محترم، اور ذمہ دار معاشرہ قائم کرنا ہوگا۔ یہی وہ معاشرت ہے جس کا تصور اسلام نے ہمیں دیا ہے، اور جس کے پیچھے ایک مضبوط فلسفہ موجود ہے۔ اگر ہم اس فلسفے کی روشنی میں اپنی زندگیوں کو ترتیب دیں تو ہم ایک کامیاب اور خوشحال معاشرت کی بنیاد رکھ سکتے ہیں۔ آیت میں عہد کی یاد دہانی ہمیں خود احتسابی کا سبق دیتی ہے۔ ایک مومن کے لئے یہ ضروری ہے کہ وہ اپنے اعمال کا جائزہ لے، اپنے وعدوں کی پاسداری کرے، اور اپنی ذمہ داریوں کو لا ہور میں بنک کا حصہ مانے۔ خود احتسابی کا عمل صرف انفرادی سطح پر متقی نہیں رکھتا بلکہ یہ اجتماعی بہتری کے لئے بھی ضروری ہے۔ جب ہم اپنی غلطیوں کو تسلیم کرتے ہیں اور ان کی اصلاح کی کوشش کرتے ہیں تو ہم معاشرتی سطح پر بھی ایک مثبت مثال دیتے ہیں۔ اس خود احتسابی کے عمل کی بنیاد پر ہی ہمیں اپنے عقائد کی تائید ہوتی ہے۔ یہ ہماری زندگی کے ہر لمحے کو نورانی بناتا ہے، اور ہمیں ایک ایسی راہ پر گامزن کرتا ہے جو اللہ کے قرب کا باعث بنتی ہے۔ سورہ بقرہ کی آیت 83 کی تعلیمات ہمیں یہ بھی باور کراتی ہیں کہ تدبیر اور فکری گہرائی کا مظاہرہ کس قدر اہم ہے۔ ہمیں چاہئے کہ ہم اسلام کی تعلیمات کو صرف متن کی حیثیت سے نہ دیکھیں، بلکہ ان کے مفاہیم و معانی کو اپنے دل میں بٹھائیں۔ یہ آیت ہمیں ایک ایسی فکر کی راہ دکھاتی ہے جو ہمیں علم اور فہم کے مختلف پہلوؤں کی طرف لے جاتی ہے۔ جب ہم اللہ کے احکامات پر غور کرتے ہیں تو ہم اپنی زندگی کے ہر شعبے کو نورانی بناتے ہیں۔ یہ تدبیر انسان کو زیادہ بصیرت عطا کرتا ہے، جس کے ذریعے وہ اپنی زندگی کو بہتر بنا سکتا ہے۔ ہمیں اپنی زندگیوں میں ان اہمات کو سمجھنے کے بعد آگے بڑھنے کی ضرورت ہے، تاکہ ہم اپنے حقوق اور ذمہ داریوں کو بہتر طریقے سے نبھاسکیں۔ یہ

دنیا کی تمام یونیورسٹیز کے لیے انٹرن شپ رپورٹس، پروپوزل، پراجیکٹ اور تھیسز وغیرہ بھی آرڈر پر تیار کیے جاتے ہیں۔



آیت ہمیں یاد دلاتی ہے کہ ہماری زندگی میں حقیقی کامیابی اسی وقت ممکن ہے جب ہم اللہ کی راہنمائی اور اس کے احکامات پر عمل کریں گے۔  
سوال نمبر-4- سورہ بقرہ کے رکوع نمبر ۲۱ کی آیات کا سلیس ترجمہ اور تشریح تحریر کریں۔

جواب۔

سورہ بقرہ رکوع نمبر 12 کا سلیس ترجمہ

سورہ بقرہ کے رکوع نمبر 12 میں اللہ تعالیٰ نے کچھ ایسے لوگوں کی حالت کا ذکر کیا ہے جو اپنے دعوے میں جھوٹے ہیں، اور انہوں نے اپنے ایمان کو اس طرح جھٹلادیا کہ وہ دین کی حقانیت کو سمجھنے سے قاصر ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے ان کی حقیقت کو بیان کرتے ہوئے فرمایا ہے کہ ان کے دلوں پر قفل لگ چکے ہیں، اور یہ صرف زبانی دعوے کرتے ہیں، ان کی عمل میں کوئی صداقت نہیں ہے۔ یہ آیات ہمیں اس بات کی طرف متوجہ کرتی ہیں کہ صرف زبانی دعوے کسی بھی حقیقت کی ضمانت نہیں دیتے، بلکہ اصل چیز انسان کے دل کی سچائی اور اس کے عمل کا دورہ ہے۔

قلوب کے قفل

ان آیات میں اللہ تعالیٰ نے بیان کیا ہے کہ کچھ لوگ ایسے ہیں جن کے دلوں پر قفل ہیں۔ اس حقیقت کا مطلب یہ ہے کہ جب کوئی شخص حق بات سن کر بھی اس پر یقین نہیں رکھتا تو اس کے دل پر ایسی علامات پیدا ہو جاتی ہیں جو اسے حق کی طرف آنے سے روکتی ہیں۔ جب دلوں پر قفل لگ جایا جاتا ہے تو انسان کے لیے یہ ممکن نہیں رہتا کہ وہ سچائی کو دیکھ سکے یا سمجھ سکے۔ یہ واقعی ایک خطرناک صورت حال ہے۔ ایسی حالت میں انسان نہ صرف اپنے ایمان سے دور ہوتا ہے بلکہ معاشرتی برائیوں، جہالت اور گمراہی کی طرف بھی راغب ہو جاتا ہے۔ ان دلوں کی حالت اس بات کی عکاسی کرتی ہے کہ وہ اپنے رب سے بچھڑ چکے ہیں اور ان کی اپنی خواہشات ہی ان کی راہنمائی کرتی ہیں۔ دلوں پر قفل ہونے کی صورت میں یہ لوگ جتنے بھی دعوے کریں، ان کے اعمال اس کی حقیقت کو مکمل طور پر نکال دیتے ہیں، جو کہ ان کے دعوے کی خامی کی نشانی ہے۔ یہ آیات اس بات کی شدت کو ظاہر کرتی ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے ان لوگوں کو ہدایت سے دور کر دیا ہے جو حق بات کو سن کر بھی اس کی طرف راغب نہیں ہوتے۔

ایمان کے دعوے اور ان کی حقیقت

اللہ تعالیٰ نے یہاں یہ بات واضح کی ہے کہ ایمان کی اصل حقیقت عمل کی بنیاد پر ہوتی ہے۔ بہت سارے لوگ زبانی طور پر مسلمان ہوتے ہیں، لیکن جب ان کی عملی زندگی کا معائنہ کیا جاتا ہے تو وہ دعوے کرتے ہیں کہ وہ اپنے ایمان میں سچے ہیں، لیکن ان کے اعمال انہیں کا شواہد نہیں دیتے۔ یہ بات مسلمانوں کے لئے ایک بڑے سبق کی حیثیت رکھتی ہے کہ ان کو اپنے دعوے کی جتنی بھی کوشش کی جائے، لیکن ان کے اعمال کو بھی درست کرنا ہوگا۔ ایمان کی حقیقت کو سمجھنے کا ایک اہم پہلو یہ ہے کہ ہمیں اپنی زندگی میں اصلاح و فکر کی ضرورت ہے۔ اگر ہماری عمل میں اللہ کی رضا کو شامل نہیں کیا جاتا تو ہماری عبادت بھی ناقص رہ جائیں گی۔ اس لئے، آیات میں یہ پیغام دیا جا رہا ہے کہ ہم اپنے ایمان کو صرف زبانی دعوے تک محدود نہ کریں، بلکہ اس کی تصدیق اپنے اعمال سے کریں۔ ان آیات کی ایک اور تشریح یہ ہے کہ انسان کے اندر نفاق کی علامات دیکھی جاسکتی ہیں۔ نفاق کی حالت میں انسان اپنے آپ کو اس طرح پیش کرتا ہے جیسے وہ مومن ہو، لیکن اس کے دل میں شکی خیالات ہوتے ہیں۔ یہ آیات اس ریاست کا بھی احاطہ کرتی ہیں کہ بعض لوگ دین کی جانب صرف اس وقت آتے ہیں جب انہیں فائدہ ہو یا کسی خاص مقصد کے لئے آتے ہیں، ورنہ ان کے دل میں دین کے اصولوں کی قدر نہیں ہوتی۔ نفاق کا یہ دروازہ اس وقت کھلتا ہے جب انسان کی نیت خالص نہیں ہوتی۔ اللہ تعالیٰ فرما رہے ہیں کہ یہ لوگ صرف اپنے مفادات کے لئے دین کا بول بالا کرتے ہیں، لیکن حقیقت یہ ہے کہ ان کے دل کی کیفیت اس کے خلاف ہے۔ اس طرح کی آیات ہمیں متنبہ کرتی ہیں کہ ہمیں اپنی نیت کو خالص کرنا ہوگا، تاکہ ہم اللہ کے قریب ہو سکیں۔

علم کی اہمیت

آیات میں علم کی فضیلت کو بھی اجاگر کیا گیا ہے۔ علم انسان کو راہنمائی فراہم کرتا ہے اور اسے حق و باطل کے درمیان فرق کرنے کی طاقت دیتا ہے۔ جو لوگ علم کی روشنی میں اپنی زندگیوں کو سنوارنے کی کوشش کرتے ہیں، ان کے دلوں کو ایمان کی روشنی ملتی ہے۔ علم کے بغیر انسان کے لئے دین کو سمجھنا ناممکن ہوتا ہے۔ دین کا علم انسان کے اندر جوش و خروش پیدا کرتا ہے، اور وہ اپنے ایمان کو مضبوط کرنے کے لئے عملی اقدامات کرتا ہے۔ یہ آیات ہمیں اس بات کی طرف متوجہ کرتی ہیں کہ علم حاصل کرنا نہ صرف فرض ہے بلکہ یہ ایمان کی ترقی اور اصلاح کے لئے بھی لازمی ہے۔ الح؟ اے فکری کجیوں کو دور کرنے کے لئے علم کا ہونا ضروری ہے، تاکہ ہم اپنے ایمان کی حفاظت کر سکیں۔ دل کی حیثیت انسانی زندگی میں بہت اہم ہے، اور یہ نہ صرف روحانی بلکہ جسمانی صحت کے لئے بھی نمایاں کردار ادا کرتا ہے۔ جب دل پاک ہوتا ہے تو انسان کے اعمال بھی بہتر ہوتے ہیں۔ اسی طرح، جب دل پر قفل لگ جاتا ہے تو انسان کی روحانی حالت بگڑ جاتی ہے۔ یہ آیات دل کی گہرائیوں میں جھانکنے کی دعوت دیتی ہیں تاکہ ہم یہ سمجھ سکیں کہ ہم اپنے دل کی حالت کو بہتر بنانا ہے۔ دل کی اصلاح کے لئے ضروری ہے کہ ہم اپنے اعمال پر نظر رکھیں، اپنے گناہوں کو پہچانیں اور اللہ سے توبہ کریں۔ جب ہم اپنے دل کو خالص کرتے ہیں تو اللہ ہماری زندگیوں میں ہدایت کی راہیں کھول دیتا ہے۔ یہ آیات اس بات کی یاد دہانی کرنے کے لئے ہیں کہ انسان کو ہمیشہ اپنے دل کی حالت کی فکر کرنی چاہئے اور اپنی روح کو اللہ کا قرب حاصل کرنے کے لئے تیار رکھنا چاہئے۔

عمل کی اہمیت

دنیا کی تمام یونیورسٹیز کے لیے انٹرن شپ رپورٹس، پروپوزل، پراجیکٹ اور تھیسز وغیرہ بھی آرڈر پر تیار کیے جاتے ہیں۔



آیات میں عمل کی اہمیت کو بار بار بیان کیا گیا ہے، کہ ایمان کی سچائی کا امتحان عمل سے ہی ہوتا ہے۔ جب کوئی شخص اپنے دعوے کے ساتھ عمل نہیں کرتا تو اس کا ایمان کمزور ہوتا ہے۔ یہ آیات ہمیں یہ سمجھاتی ہیں کہ ایمان ایک ٹول تو ہے، مگر اس کا استعمال عمل کے ذریعے ہی کرنا ہے۔ عمل نہ صرف ایمان کی تصدیق کرتا ہے، بلکہ یہ ہمیں اللہ کے قریب کرنے کا بھی ذریعہ بناتا ہے۔ ایک مومن کا فرض ہے کہ وہ اپنی زندگی میں اللہ کی رضا کو یقینی بنائے اور اپنے ایمان کو صحیح عملی انداز میں ثابت کرے۔ اسی طرح، ایمان اور عمل کے تانے بانے کی مضبوطی ہمیں دین کی راہ پر گامزن رہنے پر اصرار کرتی ہے۔

اللہ کی رحمت

اللہ کی رحمت کا ایک اہم پہلو یہ ہے کہ وہ دلوں کے حال کو جانتا ہے۔ ان آیات میں اللہ تعالیٰ نے مختلف لوگوں کی حالت کو بیان کیا ہے، اور یہ ظاہر کیا ہے کہ وہ سب کی حالت کو جانتا ہے۔ اللہ کی رحمت دلوں کی اصلاح کے لئے دروازے کھولتی ہے۔ جن لوگوں کے دلوں پر قفل لگے ہوئے ہیں، انہیں اللہ کی طرف رجوع کرنے کی ضرورت ہے، وہ اپنے گناہوں کی معافی مانگیں تاکہ ان کے دلوں کو سکون نصیب ہو۔ اللہ تعالیٰ نے جن لوگوں کو ہدایت نہیں دی، ان کے دلوں کی حالت کی طرف توجہ دیتے ہوئے ان کی کمزوریوں کی نشاندہی کی ہے۔ یہ آیات ہمیں یہ سمجھاتی ہیں کہ ہمیں اللہ کی رحمت کی طلب کرنی چاہئے اور اپنے اعمال کی اصلاح کے لئے کوشش کرنی چاہئے۔ اللہ کی رحمت کے بغیر کوئی بھی انسان ہدایت حاصل نہیں کر سکتا۔ آیات میں دین کی سچائی کا بھی ذکر ہے۔ جو لوگ اپنے دین کی حقیقت کو سمجھتے نہیں ہیں، وہ ہمیشہ شک میں رہتے ہیں۔ دین کو سمجھنے کے لئے ضروری ہے کہ ہم اپنے عقائد کی گہرائی میں جائیں اور حقیقت کو جاننے کی کوشش کریں۔ یہ آیات ہمیں بتاتی ہیں کہ دین کی صحیح تشریح اور اس کا ادراک ہی ہماری زندگیوں کو سنوارنے کا ذریعہ بن سکتا ہے۔ اسلام کی سچائی کو سمجھنے کے لئے لازمی ہے کہ ہم اپنے دلوں کی صفائی کریں اور حقائق کو دیکھنے کی کوشش کریں۔ حقیقت یہی ہے کہ دین تو سچائی اور عدل پر مبنی ہے، اور جب ہم اپنے دل کے قفل کو کھولتے ہیں تو ہم دین کی حقیقت کو بہتر طور پر سمجھتے ہیں۔ اس طرح ہم نہ صرف اپنی زندگیوں کو سنوارتے ہیں بلکہ معاشرت کی اصلاح کی طرف بھی قدم بڑھاتے ہیں۔

معاشرتی اثرات

ان آیات کی تعلیمات کا معاشرتی پہلو بھی ہے۔ جب ایک معاشرہ انفرادی مستوات پر اصلاح کرتا ہے تو وہ بہترین معاشرت کی بنیاد کی تشکیل کرتا ہے۔ یہ آیات ہمیں یاد دلاتی ہیں کہ اگر ہم اللہ کی طرف رجوع کرتے ہیں تو ہمارے دلوں کی حالت بہتر ہوتی ہے اور ہماری معاشرت میں بھی بہتری آتی ہے۔ معاشرتی بہتری کے لئے ضروری ہے کہ ہم سب اپنے دین کی سچائی کو سمجھیں اور اس پر عمل کریں۔ جب افراد اپنی زندگیوں میں اللہ کی رضا کو شامل کریں گے تو ان کی معاشرت میں خلل آنا ناممکن ہوگا۔ اس طرح، ہم ایک مضبوط اور مستحکم معاشرت کی جانب بڑھیں گے، جہاں ہر شخص اپنے حقوق اور فرائض کو سمجھتا ہے اور انہیں پورا کرنے کی کوشش کرتا ہے۔

اصلاح کی راہ

آیات میں اصلاح کی راہ بھی واضح کی گئی ہے۔ جب انسان اللہ کی طرف رجوع کرتا ہے تو اس کی حالت بہتر ہوتی ہے۔ اصلاح کی یہ راہ صرف زبانی دعویٰ کرنے تک محدود نہیں ہے، بلکہ اس کے لئے عمل کی طاقت کی ضرورت ہوتی ہے۔ یہ آیات ہمیں یاد دلاتی ہیں کہ ہمیں اپنی زندگیوں میں اصلاح کی کوشش کرنی چاہئے اور اللہ کی رضا کے لئے کوششیں کرنی چاہئیں۔ اصلاح کی راہ میں ہمیں اپنی کمیوں کو پہچاننے کی ضرورت ہوتی ہے۔ ہمیں یہ سمجھنا ہوگا کہ اللہ رحیم اور بخشنے والا ہے، اور ہمیں اپنے گناہوں کی معافی مانگنی چاہئے۔ یہ بات بھی اہم ہے کہ ہم اپنے دل کی صفائی کریں اور اپنے اعمال کو درست کریں، تاکہ اللہ ہماری اصلاح کی کوششوں کو قبول کرے۔

اللہ کی رضا کی طلب

آیات میں اللہ کی رضا کی طلب کی اہمیت کو اجاگر کیا گیا ہے۔ جب ایک شخص اللہ کی رضا کو طلب کرتا ہے تو اس کی زندگی میں برکتیں آتی ہیں۔ یہ آیات ہمیں یہ سمجھنے پر مجبور کرتی ہیں کہ ہمیں زندگی کو اللہ کی راہ میں بسر کرنا چاہئے، تاکہ ہم اس کی رحمت حاصل کر سکیں۔ اللہ کی رضا کی طلب ہماری زندگی کے ہر پہلو کو روشن کرتی ہے۔ جب ہم اپنی نیت کو اللہ کی رضا کے لئے خالص کرتے ہیں تو ہمارے دلوں میں سکون اور اطمینان آتا ہے۔ یہ آیات ہمیں یہ بھی یاد دلاتی ہیں کہ اللہ کی رضا کا حصول ہی انسان کی کامیابی کا راستہ ہے، اور یہی وہ کلمہ ہے جو ہمیں دین کی اصل حقیقت کا ادراک کرنے میں مدد کرتا ہے۔ آیتوں میں فلاح کا راستہ بھی واضح کیا گیا ہے۔ فلاح کا راستہ ہمیشہ اللہ کی جانب لے جاتا ہے، اور وہ لوگ جو اپنے دلوں کی اصلاح کرتے ہیں، وہ ہمیشہ کامیاب ہوتے ہیں۔ یہ آیات ہمیں بتاتی ہیں کہ جو لوگ اللہ کے راستے پر گامزن ہیں، وہ فلاح پاتے ہیں، اور یہی اصول ہمیں اپنی زندگیوں میں اختیار کرنا چاہئے۔ فلاح کا یہ راستہ ہمیں محنت اور جدوجہد پر یقین دلاتا ہے۔ الہی احکامات کی پیروی کرنا اور اپنے اعمال کو بہتر بنانا ہمیشہ کامیابی کا زینہ فراہم کرتا ہے۔ ہمیں چاہئے کہ ہم فلاح کی طلب میں ایمان کی راہ پر چلیں، اور اس راہ میں ہم اپنے اعمال کو بہتر بنانے کی کوشش کریں، تاکہ ہم اپنی زندگیوں کو کامیابی کی طرف لے جا سکیں۔

ایک مضبوط بنیاد کی ضرورت

آیات میں ایک مضبوط بنیاد کی خصوصیت کو بھی بیان کیا گیا ہے۔ جب ہمارے دل مضبوط ہوتے ہیں تو ہم اپنی زندگیوں میں بہتر عمل کر سکتے ہیں۔ یہ آیات ہمیں یہ بتاتی ہیں کہ ایک مضبوط بنیاد ہمیشہ اچھے عمل کا سبب بنتی ہے۔ ایک مضبوط بنیاد تشکیل دینے کے لئے ضروری ہے کہ ہم اپنی نیت کو صحیح کریں اور اپنے اعمال کو

دنیا کی تمام یونیورسٹیز کے لیے انٹرن شپ رپورٹس، پروپوزل، پراجیکٹ اور تھیسز وغیرہ بھی آرڈر پر تیار کیے جاتے ہیں۔

اللہ کی رضا کے خاطر پورا کریں۔ یہی وہ بنیاد ہے جو ہمیں معاشرتی بہتری کی طرف لے جاتی ہے۔ جب ہم اپنی بنیاد کو مضبوط کرتے ہیں تو ہم ایک مستحکم معاشرت کی تشکیل کے لئے بھی تیار ہوتے ہیں، جس میں ہر فرد اپنے حقوق اور فرائض کو طے کرتا ہے۔

سوال نمبر 5- سورہ بقرہ کی آیت نمبر ۲۳۱ تا ۲۵۱ کی روشنی میں تحویل قبلہ کا واقعہ اور حکمت تحریر کریں۔

جواب۔

### تحویل قبلہ کا واقعہ: ایک تفصیلی جائزہ

سورہ بقرہ کی آیات 142 سے 150 میں تحویل قبلہ کا واقعہ بیان کیا گیا ہے، جو کہ اسلامی تاریخ کا ایک اہم مرحلہ ہے۔ یہ واقعہ اس وقت پیش آیا جب نبی اکرم ﷺ کو حکم دیا گیا کہ مسلمان اپنے قبلہ کو تبدیل کریں۔ اس آیت کے ذریعے یہ واضح کیا گیا ہے کہ مکہ مکرمہ کی مسجد الحرام کو قبلہ بنانے کا معاملہ عہد نبوت کی اہمیت کا نشان ہے۔ یہ آیات مسلمانوں کی تاریخ میں ایک خاص مقام رکھتی ہیں، کیونکہ اس کے ذریعے نہ صرف قبلہ کی تبدیلی کا عمل ہوا بلکہ یہ بھی واضح ہوا کہ اللہ کی رضا کی خاطر بعض اوقات اپنی روایات کو چھوڑنا پڑتا ہے۔ آیت کی ابتدائی تفصیل میں اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا کہ "بے شک ہم نے تمہیں مکہ کی جانب ایک قبلہ کی حیثیت سے مندرج کیا تھا"، جو مسلمانوں کے لئے ایک نشانی تھی۔ یہ آیات مسلمانوں کے عقیدے کی مضبوطی کی علامت ہیں اور یہ بتاتی ہیں کہ اللہ کے پیغمبر کی ہدایت پر عمل کرنا کس قدر اہمیت کا حامل ہے۔ جب مسلمانوں نے اپنے قبلہ کی تبدیلی کا فیصلہ سننا تو ان میں بعض میں انحراف کے جذبات پائے گئے، لیکن اس کے باوجود اللہ کی حکمت اور رحمت پر ان کا یقین تھا۔

### گزشتہ قبلہ کی اہمیت

قبلہ کی تبدیلی کے واقعے کی ابتداء یہ ہے کہ مسلمان پہلے بیت المقدس کی طرف رخ کر کے نماز پڑھتے تھے۔ یہ ایک ایسی حقیقت ہے جو اس وقت تک برقرار رہی جب تک کہ اللہ کی طرف سے نبی اکرم ﷺ کو نئی ہدایت نہیں ملی۔ یہ بات اہم ہے کہ ابتدائی دور میں یہ تبدیلی یقیناً کل علماء کے دلوں میں ایک خاص اہمیت رکھتی تھی، کیونکہ بیت المقدس کو بھی ایک بہت ہی مقدس مقام سمجھا جاتا تھا۔ یہ ارضی اہمیت اسلامی عقائد میں اہمیت کی حامل تھی، کیونکہ یہ مقام انبیاء کی سرزمین رہا ہے۔ بیت المقدس کی طرف رخ کر کے نماز پڑھنے کے باوجود مسلمانوں کے دل و دماغ میں شدید محبت تھی۔ تاہم، ایسا لگتا تھا کہ اللہ کی طرف سے نئی ہدایت آچکی ہے، اور اس ہدایت میں جو کہ مکہ کی طرف رخ کرنے کا امر تھا، یہ بات یاد رکھنی ضروری ہے کہ اس میں اللہ کی حکمت تھی، تاکہ امت مسلمہ کی بنیاد کو مزید مضبوط بنایا جاسکے۔ بیت المقدس کی طرف نماز پڑھنے کے دوران، مسلمانوں کو ہمیشہ یہ احساس رہا کہ اللہ کی راہ میں ان کی محبت اور عقیدت کی ترجمانی ہو رہی ہے۔

### تحویل قبلہ کی نوید

جب اللہ تعالیٰ نے نبی اکرم ﷺ کو حکم دیا کہ وہ مسلمانوں کو مکہ کی طرف رخ کرنے کا حکم دیں، تو یہ ایک بہت بڑی تبدیلی تھی۔ اس حکم کی نوید مسلمانوں کے لئے ایک بڑی خوشی کا موقع تھی، کیونکہ انہیں اپنے ایمان اور اپنی شناخت کو مزید مستحکم کرنے کا موقع فراہم ہوا۔ اس آیت میں اللہ کی طرف سے اعلان کیا گیا کہ "نماز کی جماعت میں جسے تم منتخب کرو گے، وہی تمہاری جماعت ہوگی"۔ یہ بات مسلمان معاشرت کے لئے ایک نیا دور لے آئی، جس میں ایک نئی شناخت اور یکجہتی کا احساس موجود تھا۔ تحویل قبلہ کا یہ واقعہ مسلمانوں کے لیے ایک امتحان بھی تھا، کیونکہ کسی وقت تک انہیں اپنی عبادتوں کے اندر ایک نئی تبدیلی قبول کرنی پڑی۔ اس سے یہ بھی واضح ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے دی گئی ہدایت ہمیشہ ایک حکمت پر مبنی ہوتی ہے، اور اس کا مقصد توحید کی عظمت کو بیدار کرنا ہو سکتا ہے۔ جیسا کہ بعد میں دیکھا گیا، اس ہدایت نے مسلمانوں کے تحت ایک نئی روح پھونک دی اور ان کی عبادتوں کو ایک نئی جہت دی۔

### ابتدائی رد عمل

جب تحویل قبلہ کا حکم نازل ہوا تو مسلمانوں کے ابتدائی رد عمل مختلف تھے۔ کچھ لوگوں نے اس تبدیلی کو خوشی اور مسرت کے ساتھ قبول کیا، جبکہ کچھ لوگوں میں شکوک اور شبہات کا ابھار بھی دیکھا گیا۔ یہ بات اہم ہے کیونکہ مسلمانوں کو اپنی یہی شناخت کا ذمہ دار ہونا پڑتا ہے، اور ایسی صورت حال میں بعض لوگوں کے ذہنوں میں سوالات جنم لیتے ہیں۔ سابقہ وقت کی روایات، جو بیت المقدس کی طرف نماز پڑھنے سے متعلق تھیں، اب تبدیل ہو گئی تھیں، اور اس تبدیلی نے مسلمانوں کو اپنی گزشتہ عبادت کے طرز عمل کی طرف گہرائی سے سوچنے کی دعوت دی۔ یہ آیات اس بات کی عکاسی کرتی ہیں کہ جب اللہ تعالیٰ کی طرف سے کوئی حکم نازل ہوتا ہے تو مومن کا فرض ہے کہ وہ بلا تردد اس پر عمل کرے، چاہے اس میں کوئی ذاتی تنازع یا شکوک و شبہات موجود ہوں۔

### جماع المسلمین کی اہمیت

جب تحویل قبلہ کا واقعہ پیش آیا تو یہ بات واضح ہوئی کہ جماعت المسلمین کی شمولیت اور یکجہتی ایک بڑی اہمیت رکھتی ہے۔ آیات میں اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کو باہمی اتحاد کی اہمیت پر زور دیا، تاکہ اس تبدیلی کے بعد وہ مضبوطی سے دین کے راستے پر گامزن رہ سکیں۔ یہ یکجہتی ہی تھی جو انہیں ایک نئی طاقت عطا کر رہی تھی، جس نے انہیں اپنے راستے پر ثابت قدم رہنے کی ترغیب فراہم کی۔ مسلمانوں کے لئے یہ اجتماعیت ایک بہت بڑی نعمت تھی، کیونکہ اس کی آغوش میں ان کا ایمان اور ان کی شناخت کی طاقت محفوظ تھی۔ جب کوئی گروہ اللہ کی رضا کے لئے ایک مشترکہ نمازی طور پر اکٹھا ہوتا ہے تو وہ نہ صرف اپنی عبادت کو نفوس کی درستگی کی طرف لے

دنیا کی تمام یونیورسٹیز کے لیے انٹرن شپ رپورٹس، پروپوزل، پراجیکٹ اور تھیسز وغیرہ بھی آرڈر پر تیار کیے جاتے ہیں۔







## اللہ کے وعدے کی صداقت

تحویل قبلہ کا یہ واقعہ اللہ کے وعدے کی صداقت کو بھی ظاہر کرتا ہے۔ جب اللہ اپنی طرف سے ہدایت دیتا ہے تو وہ ہمیشہ اپنے بندوں کے بہترین مفاد کے لئے ہوتا ہے۔ اس واقعے کے بعد مسلمانوں کو یقین دلایا گیا کہ اللہ اپنے بندوں کی دعاؤں کو سننے والا ہے، اور یہی وعدہ انہیں مدد کرتا رہتا ہے۔ یہ آیات اس بات کی کثرت کرتی ہیں کہ اللہ کی صداقت پر یقین رکھنا نہ صرف ضروری ہے بلکہ یہ مسلمان کے ایمان کی اساس ہے۔ جس طرح اللہ نے اپنے نبی کو ہدایات دیں، اسی طرح آج بھی مسلمانوں کی راہنمائی کے لئے اللہ کی کتاب موجود ہے جو کہ ان کے دلوں میں اپنے ایمان کی روشنی پیدا کرتی ہے۔

## اسلامی تعلیمات کی عملی شکل

تشکیل قبلہ کے واقعے نے اسلامی تعلیمات کی عملی شکل بھی فراہم کی۔ یہ بات واضح ہے کہ واقعی طور پر یہ اسلامی تعلیمات کی ایک جیتام حیثیت کو دور کرتی ہے۔ مسلمانوں کے لئے یہ ایک شاندار موقع تھا کہ وہ اپنے عملی دین کی صورت گری کریں، جو ان کی زندگیوں میں روحانی روشنی پیدا کرتا ہے۔ یہ آیات اس بات کی بھی عکاسی کرتی ہیں کہ دین کا ہر اصول اپنے اندر ایک جامعیت رکھتا ہے، جو کہ آخر کار مسلمانوں کی محبت اور رحمت کو بڑھاتا ہے۔ اس طرح، یہ دین کی عملی تشریح کے حوالے سے ایک بھرپور درس بھی ہے، جس کی بنیاد پر آج بھی مسلمانوں کی زندگیوں کے مختلف پہلوؤں میں بصیرت محسوس کی جاسکتی ہے۔ تحویل قبلہ کا یہ واقعہ اللہ کی طرف سے اظہار اطاعت کا بھی موقع فراہم کرتا ہے۔ جب مسلمانوں نے اپنے رب کی آواز سننے ہوئے اپنے قبلے کی تبدیلی کا فیصلہ قبول کیا تو یہ ان کی عقیدت اور محبت کی اعلیٰ درجہ کا مظہر تھا۔ یہ ایک ایسی مثال ہے جو ہمیں یہ سکھاتی ہے کہ خدا کی اطاعت میں کبھی بھی کسر نہیں دینی چاہئے۔ یہ آیات ہمیں یہ احساس دلاتی ہیں کہ اللہ کی اطاعت ہمیں سکون عطا کرتی ہے اور ہماری روحانی حالت کو بھی بہتر بناتی ہے۔ اس طرح، یہ واقعہ ہمیں ہمیشہ اللہ کی راہ پر چلنے کا درس دیتا ہے، چاہے حالات کیسے بھی ہوں۔

## عبادت کا مقصد

سورہ بقرہ کی آیات میں تحویل قبلہ کا یہ خیال عبادت کے اصل مقصد کی تعبیر بھی کرتی ہیں۔ عبادت کا مقصد نہ صرف اللہ کی رضا حاصل کرنا ہے بلکہ یہ ہمیں ایک ایسی تربیت فراہم کرتی ہے جو کہ ہماری زندگی کے ہر پہلو میں کارآمد ہوتی ہے۔ یہ آیات ہمیں یہ سمجھاتی ہیں کہ عبادت کا مقصد صرف رسمی طور پر انجام دینا نہیں ہے، بلکہ ان کے پیچھے روح کی پاکیزگی کا ہونا بھی ضروری ہے۔ یہ بات اہم ہے کہ مسئلہ صرف قبلے کی تبدیلی کا نہیں بلکہ عبادت کے اصل مقصد کی پہچان کا بھی ہے۔ ہم جب اپنے دل کی گہرائیوں سے عبادت کرتے ہیں تو ہم اللہ کے حوالے سے ایک نئی روشنی حاصل کر لیتے ہیں۔

## ہدایت کی طلب

تحویل قبلہ کا یہ واقعہ بھی ہدایت کی طلب کی نشانی ہے۔ جب اللہ کی طرف سے ہدایت کا اعلان کیا جاتا ہے تو مومن کی فہم داری ہے کہ وہ اپنی صفائی کرتے ہوئے اس ہدایت کو قبول کرے۔ یہ آیات ہمیں متنبہ کرتی ہیں کہ ہدایت کی طلب میں ہمیشہ ثابت قدم رہنا چاہئے، کیونکہ اللہ ہی ہدایت کا علم رکھتا ہے۔ یہ ہدایت صرف ظاہری نہیں ہوتی بلکہ باطنی بھی ہوتی ہے، جو کہ انسان کے ایمان کی تقویت کے لئے ہوتی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ تحویل قبلہ کی ہدایت ہمیں اہل ایمان کی ایک نئی شناخت عطا کرتی ہے، جو ان کے دین کی بنیاد کو مستحکم کرتی ہے۔ یہ آیات مسلمانوں میں ہم آہنگی اور اتحاد کی طرف بھی اشارہ کرتی ہیں۔ جب مسلمان اپنے قبلہ کی تبدیلی کو قبول کرتے ہیں تو یہ ان کے درمیان ایک نئی روح چھونک دیتی ہے، اور وہ ایک نئی شناخت کے ساتھ ایک دوسرے کے قریب آ جاتے ہیں۔ یہ ہم آہنگی ان کی عبادت میں مزید قوت اور روحانی رنگ بھرتی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ یہ آیات مسلمانوں کی روایتی تاریخ میں ایک بڑی حیثیت رکھتی ہیں، جو کہ انہوں نے اپنے دین کی رہنمائی میں ایک نئی روشنی پیدا کی۔

## اختتام

نتیجتاً، سورہ بقرہ کی آیات 142 سے 150 کا تحویل قبلہ کا واقعہ اسلامی تاریخ میں ایک سنگ میل کی حیثیت رکھتا ہے۔ اس واقعے میں اللہ کی حکمت، مسلمانوں کی ایمان کی مضبوطی، اور اجتماعی اتحاد کی اہمیت واضح ہوتی ہے۔ یہ آیات ہمیں یہ بتاتی ہیں کہ اللہ کے راستے پر چلنے میں کبھی بھی تردید نہیں ہونی چاہئے، چاہے حالات کتنے ہی مشکل کیوں نہ ہوں۔ یہ واقعہ مسلمانوں کے لئے ایک سبق ہے کہ وہ اپنی شناخت کو بہتر بنائیں، اپنے ایمان کی پختگی کو سمجھیں، اور اللہ کی راہ پر چلتے رہیں۔ اس طرح، مسلمان ایک مضبوط قوم کی حیثیت میں اپنے دین کی رہنمائی کرتے ہوئے اپنی منزل حاصل کرتے ہیں۔